قرانی است اول درحق موسی علی نبینا وعلیہ السلام ہرگاہ ایشان را بنی اسرائیل تہمت
ادرۃ وبرص نمودند قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تکونوا کالذین
اذوا موسی فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا حق تعالی راضی نشد
بہ تہمت ایشان اگرچہ آن تہمت ہیچ محذور شرعی نداشت دوم درحق عیسی روح اللہ
کہ یہودیان درحق ایشان تہمت نازادگی برزبان آوردند بسخن آوردن ایشان
درعین طفولیت آن تہمت را زائل فرمود قال اللہ تعالی فی سورت ال عمران
وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلاً الایۃ
این معنی درحق اکثر اولیاء بہ ثبوت پیوستہ اول درحق ابی بکر صدیق کہ ان اللہ یکرہ
فوق السموات السبع ان یخطا ابوبکر فی الارض دوم درحق علی مرتضی فرمودند
[illegible] حیث دار الحق ومعنی قطبیت باطنہ آنست
کہ حق تعالی بعض بندگان خود را مخصوص سازد کہ مہبط فیض الہی اولاً بالذات ایشان
باشند واز ایشان بدیگران منتقل شود گو بظاہر کسے تلمذ واکتساب از ایشان نکردہ
باشد مانند آنکہ شعاع آفتاب از راہ روزنے بخانہ مے افتد پس اولاً آن روزن
روشن شدہ است وبواسطۂ آن تمام اشیاء خانہ روشن گشتہ واین را قطب ارشاد
نیز نامند بخلاف قطب مدار بالجملہ اثبات این مقامات اربعہ عند التحقیق مخالف مذہب اہل
سنت نیست گو ظاہر بینان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند ونہ مخالف تفضیل شیخین کہ
مجمع علیہ جمیع اہل حق است زیرا کہ این تفضیل کثرت ثواب است عند المتکلمین والاجماع
است کہ خدا تعالے بعض بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند ہرچند فضائل
دیگر وصفات کمال در غیر آنہا بیشتر باشد ونزد مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ مدار
تفضیل شیخین بر تشبیہ انبیاست در سیاست امت ورفع شبہات وترویج دین و
نگہداشتن مردم از بدعت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر وظاہر است کہ زیادتی شیخین درین

اسور اوضح من الشمس وابین من الامس ست ولہذا قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالفوقیۃ لا بالفضائل ،،

حضرت شاہ ولی اللہ کے تلمیذ حبیب صاحب کتاب دراسات اللبیب نے بھی اپنی اسی کتاب مستطاب مین اہل بیت نبوی اور عام اہل ولایت کو محفوظ کہا ہے اسمقام مین نقل کلام جناب ممدوح بھی موجب **فوائد** ہے از انجملہ ایک **فائدہ** یہہ ہے کہ جو اس زمانہ کے اہل بدعت و اعدا ر سنت اس حامل لوا ر اہل سنت کو شیعہ بناتے ہین وہ انکا کلام بلاغت نظام پڑہکر شرمائین اور اپنے سوء ظنی اور بدزبانی سے باز آئین ۔ اور یہہ خیال کرین کہ جس بات پر وہ انکو شیعہ بناتے ہین وہ وہی بات ہے جو آپ سے پہلے اکابر اہل سنت کہہ چکے ہین صاحب دراسات بھی کہہ چکے تھے کہ جو عصمت انبیا سے مخصوص ہے ہین اس عصمت کا اعتقاد اہل بیت کے حق مین نہین رکہتا جیسے کہ شیعہ اعتقاد رکہتے ہین مجہہ پر کوئی شیعہ ہونے کی تہمت نہ لگاوے جیسے حافظ حسکانی پر ذہبی نے لگادی تہی پر یارون نے اسبات کی بہی کچہہ پرواہ نہ کی ۔ صرف لفظ عصمت سنتے ہی اُنپر تشیع کی تہمت لگا ہی دی ۔

آپ صفحہ ۲۰۰ دراسات مین فرماتے ہین ۔ متکلمین نے کہا ہے حفظ اور عصمت

وقد قال المتکلمون الفرق بین الحفظ والعصمۃ ان الاول عدم صدور الذنب والخطاء والثانی استحالۃ صدورہ فالانبیاء قام الدلیل علی استحالۃ صدور ذلک عنہم وغیر الانبیاء ربما یحفظون فلا یصدر عنہم الذنب والخطاء مع جواز الصدور فالانبیاء	مین یہہ فرق ہے کہ حفظ تو عدم صدور گناہ اور خطا کا نام ہے عصمت یہہ کہ صدور گناہ وخطا جائز ہی نہو عقلاً محال ہو انبیا سے صدور گناہ وخطا کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے ۔ انبیاء کے سوا اورون سے گناہ سرزد نہین ہوتے گو انکا صدور جائز ہے لہذا انبیا معصوم ہین اور اولیا

معصومون والاولیا محفوظون
ان شاء الله تعالی - × × × × ×
ولست عقدة الانامل علی ان العصمة
الثابتة فی الانبیا علیهم الصلوٰة
والسلام یوجد فی غیرهم وانما اعتقد
فی اهل الولایة قاطبةً العصمة بمعنی
الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالة
صدوره والائمة الطاهرون اقدم
من الکل فی ذالك وبذالك یطلق علیهم
الائمة المعصومون فمن رمانی فی
هذ المبحث باتباع مذهب غیر السنة
مما یعلم الله سبحانه برائتی فعلیه اثم
فریته والله خصیمه وکیف لا اخاف
الاتهام من هذ الکلام وقد خاف
شیخ ارباب السیر فی السیرة الشامیة
من الکلام علی طرق حدیث رد الشمس
بدعائه صلے الله علیه وسلم لصلوة علیؓ
وتوثیق رجالها ان یرمی بالتشیع حیث
رای الحافظ الحسکانی فی ذالك سلفا له
ولتنقل ذالك بعین کلامه قال
رحمه الله تعالی لما فرغ من توثیق

محفوظ - پہر اہلبیت کی عصمت (یعنی حفاظت)
پر احادیث نبویہ سے استدلال کرکے بصفحہ
۲۱۵ آپنے فرمایا ہے میرا (اس بحث و
بیان مین) یہہ اعتقاد نہین ہے کہ جو
عصمت انبیا مین پائی جاتی ہے - وہ
اورون مین موجود ہے تبہی اہل ولایت
کی نسبت مین عصمت بمعنی حفظ اور
عدم صدور گناہ ہی کا اعتقاد رکہتا ہون
اس بات مین ائمہ طاہرین اور اولیا سے
مقدم ہین اسی نظر سے اُنپر ائمہ معصومین کا
لفظ بولا جاتا ہے پہر جو کوئی اس بحث
کے سبب مجہے اتباع مذہب غیر اہل سنت
(یعنی شیعہ) کی طرف منسوب کرے
جس سے میرا بری ہونا خدا کو معلوم ہے تو
اسی پر اس کے افترا کا بوجہہ ہے اور
خداتعالے خود اسکا خصم و مدعی ہے
اس اتہام سے مین کیونکر نہ ڈرون جس
حالت مین مجہسے پہلے صاحب سیرت
شامیہ اس حدیث پر (جسمین حضرت
علی مرتضی کی نماز کے لئے آفتاب کو
غروب سے پہرنے کی دعا آنحضرت سے

رجال سنده لبعد من يقف على كلامي
هذا هنا ان يظن بي اني اميل الى التشيع
والله تعالى علم ان الامر ليس كذلك
قال والحامل على هذا الكلام يعني
قوله وليحذر الى اخره ان الذهبي
ذكر في ترجمة الحسكاني انه كان يميل
الى التشيع لانه املا جزأ في طرق حديث
رد الشمس قال وهذا الرجل يعني
الحسكاني ترجمه تلميذه الحافظ عبد القادر
الفارسي في ذيل تاريخ نيسابور فلم
يصفه بذلك بل اثنى عليه حديثا
حسنا وكذلك غيره من المؤرخين
فنسال الله تعالى السلامة من الخوض
في اغراض الناس بما لا نعلم وبما نعلم
والله تعالى اعلم انتهى اقول هذا الجرح
في الحافظ الحسكاني انما نشاء من
كمال صعوبة الجارح والخرافه من
مناهج العدل والانصاف والا
فالحافظ من خدمة اهل الحديث الخ

(دراسات اللبيب)

مروی ہے) کلام کرنے کے وقت اس
نسبت تشیع سے ڈرے تھے۔ کیونکہ
انہون نے اپنی پہلے حافظ حسکانی کو اس اتہام کا
محل پایا اب ہم اصل کلام صاحب سیرت نقل کرتے ہین
صاحب سیرت شامی نے حدیث مذکور کی راویونکی توثیق سے
فارغ ہو کر فرمایا کہ جو میرے اس کلام پر مطلع ہو وہ اس بات
سے بچے کہ میری نسبت شیعہ ہونے کا
گمان کر بیٹھے۔ خدا جانتا ہے مین شیعہ
[illegible]
ہے کہ ذہبی نے ترجمہ (بیان حال حسکانی)
مین کہدیا ہے۔ کہ وہ مذہب شیعہ کیطرف
مائل ہے۔ کیونکہ اُس نے آفتاب کے
پہر آنے کی حدیث کی تائید مین ایک جزو لکھا
ہے صاحب سیرت شامی فرماتے ہین کہ
حافظ حسکانی کا ترجمہ اُسکی شاگرد حافظ عبد القادر
فارسی نے تاریخ نیساپور کی ذیل مین لکھا تو اسکو
مذہب شیعہ کیطرف منسوب نہین بلکہ اسکی اچھی
تعریف کی ہی ایسا ہی اور مورخون نے اس کی
تعریف کی ہی۔ پس ہم خدا سی سوال کرتی ہین
کہ وہ ہمکو لوگون کی ابرو ریزی سی بچاوی۔
صاحب سیرت شامیہ کا کلام اتمام ہوا

صاحب دراسات فرماتے ہین حافظ حسکانی کی نسبت جرح (اعتراض) معترض کی سختی اور طریق عدل وانصاف سے کجروی کے سبب سے ہے ورنہ حافظ حسکانی توحدیث کے خدام سے ہے،،

ناقل (ایڈیٹر) کہتا ہے جبکہ ذہبی جیسے اکابر علما راس تعصب سے نہ بچ سکے توآج کل کے توخیر مدعیان حنفیت پر (جوصاحب دراسات کو اعتقاد عصمت اہل بیت کے سبب شیعہ بناتے ہین) یا نوجوان مدعیان اتباع سنت پرجو ایک مسئلہ جزئی ظنی غیرقطعی اجمالی غیرتفصیلی (تفضیل شیخین) کے سبب پہلے اور پچھلے اہلحدیث کو شیعہ بناتے ہین (جسکا تفصیلی بیان نمبر۱۲ مین آتا ہے) کیاافسوس ہے؟

اس عبارت واقوال کے سوا بعض اقوال دلیل دعوی چہارم مین بھی آئینگے انشاء اللہ تعالی۔ ان اقوال وعبارت سے یہ ثابت ہوا کہ دعوی عصمت اولیا اور اسپر آیات مذکورہ سے استدلال کرنے مین۔ راقم متفرد نہین ہے۔ پہلے اکابر اہل اسلام بہی یہ دعوی واستدلال کرچکے ہین۔ بالفعل ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین اگر ہمارے ہمعصر خصوصاً اہلحدیث ان اکابر اور ان کے اقوال مین کچھہ چون وچرا کرین گے۔ اور ان پر بدعتی ہونیکا فتوے لگاین گے توان سے پہلے علمار کے اقوال پیش کئے جائین گے وباللہ التوفیق۔

دلائل دعوی دوم

دلیل عقلی

جب دلائل دعوی اول سے ثابت ہوا۔ کہ ایسا الہام جسکی عصمت

(محفوظیت) کا ہمنے دعوے کیا ہے تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور اسکا منجانب اللہ ہونا صریح نصوص کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ تو اس کے منجانب اللہ ہونے کا علم و یقین اس الہام کے لوازم سے ہوا۔ لہذا الحکم الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ[*] “ اس یقین کا حصول ملہم کے لئے ضروریات سے ہے۔

وہ الہام اس یقین کا ملزوم ہے۔ اور یقین اسکا لازم غیر منفک پہر اسکے ثبوت کے لیئے وجود ملزوم کے علاوہ دلیل کی کیا حاجت ہے؟

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت زو رو آفتاب

انبیاء علیہم السلام کو جب وحی (یا الہام) ہوتا تہا۔ تو انکو بجز اسی وحی یا الہام کے کون بتاتا تھا کہ یہہ وحی (یا الہام) رحمانی ہے وسوسہ شیطانی نہین ہے۔ اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کون دلاتا تہا۔ اسکے جواب مین یہی کہوگے۔ کہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین رحمانی ہون۔ اور یقین بہی خود اسی سے ہوتا تہا۔ ایسا ہی الہام اولیاء وارثان انبیاء کو سمجھنا چاہئے۔ اور اگر حصول الیقین الہام اولیاء کے لئے نفس الہام کافی نہین ہے تو پہر الہام نبی حصول الیقین کے لئے کیونکر کافی ہوا اور بجز[**] عقلی دلیل کونسی

[*] یعنی جب کوئی چیز ثابت و موجود ہوتی ہے تو اپنے لوازم کے ساتہہ موجود ہوتی ہے۔

[**] نقلی دلیل پیش کرنیکا یہ موقع نہین ہے کیونکہ نقلی دلیل ثبوت و تسلیم الہام کے پہلے پیش نہین کیجا سکتی ہے جو شخص ہنوز نبی کی نبوت کو نہین مانتا۔ اور یہہ سوال کرتا ہے کہ الہام نبی کے منجانب اللہ ہونے پر کیا دلیل ہے اور نبی کو کیونکر معلوم ہوتا تہا کہ الہام (جو اسکو ہوتا تہا) رحمانی ہے شیطان کیطرف سے نہین ہے اسکے جواب مین ہم نقلی دلیل (آیۃ یا حدیث) پیش نہین کر سکتے۔ اور بجز اسکے کچہہ نہین کہہ سکتے کہ وہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین خدا کی طرف سے ہون۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب الخ۔

ہے؟ اور الہام نبی اور الہام ولی کے موجب یقین ہونے نہونے مین فارق کون
امر ہے؟ - ثانی اسمین اُسمین یہ فرق ضرور ہے کہ نبی کا الہام اور جو اس سے یقین
حاصل ہوتا ہے بنفس خود شرعی دلیل ہے اسکا الہام خود بتاتا ہے کہ وہ عامہ خلایق
کے لئے شرع اور دلیل ہے - ولی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا
ہے شرعی دلیل نہین ہے اس امر کا بیان بہی خود اُسی الہام مین پایا جاتا ہے

نقلی دلیل

خدا تعالے وتقدس نے اپنی کلام مین اس الہام کو جو اُس نے اولیا غیر انبیا
کو عطا کیا ہے علم فرمایا ہے چنانچہ الہام حضرت خضر علیہ السلام کے حق مین ارشاد
ہوا کہ ہم نے اوسکو اپنے پاس سے رحمت دی ہے اور اپنے پاس سے علم
سکہایا ہے - اور ظاہر ہے کہ وہم -
[illegible] گمان یا ظن [illegible] علم ہرگز
نہین کہا جاسکتا -

آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ
من لدنا علما (الکہف ع ۹)

دلائل دعوی سوم

عقلی دلیل اس دعوی پر وہی ہے جو دعوی دوم پر پیش کی گئی ہے کہ یہ دعوی
اس یقین کا لازمہ ہے جسکو عید کا چاند نظر آتا ہے وہ کیونکر اور کب تک اُس کو
چہپا سکتا ہے - اور وہ کسی اور دلیل وشہادت کا کب محتاج رہتا ہے -

نقلی دلیل

خدا تعالے نے قرآن مجید مین اولیا غیر انبیاء کا اپنے الہامات پر بلا انتظار
وحصول توافق اور دلیل کے عمل کرلینا مقام مع مین ذکر فرمایا ہے - چنانچہ
اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ مین صفحہ ۲۰۲ موسی علیہ السلام کی والدہ اور حضرت

خضر علیہ السلام کا اپنے الہامات پر بلا توقف و انتظار عمل کرنا (جیتے بچہ کو صندوق مین بند کرکے دریامین ڈالدینا - اور چلتی کشتی کو پہاڑ دینا - بے گناہ لڑکے کو مارڈالنا گرتی ہوئی دیوار کو بلاعوض کہڑا کردینا) منقول ہوچکا ہے - اور اسکا خلاف کسی آیتہ قرآنی یا حدیث نبوی مین پایا نہین گیا - یعنی کسی آیت و حدیث مین یہ نہین آیا کہ جب تک ولی اپنے الہام کی تائید و موافقت کتاب آسمانی مین نہ پایے اس الہام پر عمل نکرے قرآن و حدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف کتاب و سنت ہو اُسپر عمل نکیا جاوے - پہر اس زمانہ مین ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوے (جسکو شریعت و کتاب آسمانی منع نکرے) کیون ناجائز ہے -

سوال

ہماری اس دلیل پر ایک الہامی مولوی صاحب (جو اپنے اور اپنے خاندان کے الہامات لوگون کو سناتے ہین اور مولف کے الہامات پر معترض ہین) نے زبانی یہہ سوال کیا کہ حضرت موسی کی والدہ یا خضر علیہ السلام کے الہام پر اولیا امت محمدیہ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے - حضرت موسی کی دعوت و نبوت عام نہ تہی صرف بنی اسرائیل سے مخصوص تہی اسلئے حضرت خضر نے بلا توقف و انتظار اپنے الہامات پر عمل کرلیا - حضرت موسی علیہ السلام انکی کتاب توراۃ سے اجازت و توافق حاصل کرنیکا کچہہ لحاظ نفرمایا - حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے اپنے الہام پر عمل کرلینے کی نسبت انہون نے کچہہ نہین فرمایا شاید اسکی نسبت کوئی یہ کہے کہ اسوقت کوئی نبی نہ تہا جس کی کتاب سے حضرت موسی کی والدہ اپنے الہامات کا توافق حاصل کرتین - اور اگر کوئی نبی (حضرت شعیب وغیرہ) اسوقت موجود تہا تو اسکی دعوت بہی عام نہ تہی - اور اسوقت کے اولیا ایسے نبی کی امت مین ہین جسکی دعوت عام ہے - کوئی ولی یا الہامی انکی اتباع سے مستغنی نہین ہے پہر انکے حال کا قیاس

حضرت خضر و مادر موسی علیہ السلام کے حال پر کیونکر ہو سکتا ہے ۔

الجواب

اس فارق کو ہم مانتے ہین اور اسکی رعایت پہلے ہی اپنے دعاوی یمن کر چکے ہین جبکہ ولی کے حق مین الہام پر یقین و عمل کرنے کے لئے یہہ شرط لگا چکے ہین کہ وہ اس الہام کا مخالف کتاب نہونا دیکھ لے اور جب تک اس کا کتاب اللہ و شریعت محمدیہ کے مخالف نہونا ثابت نہو وہ اس پر یقین و عمل کرنے کا مجاز نہین ہے ۔

ولیکن اس فارق سے یہہ نہین نکلتا کہ ولی امت محمدیہ اپنے الہام کا توافق بہی ضرور کتاب اللہ و شریعت سے ثابت کرے اور جب تک صریح شہادت و موافقت الہام کتاب اللہ و شریعت مین نہ پاوے اس الہام پر یقین نکرے یہ امر نہ اس فارق کا لازمہ ہے نہ اس پر کوئی دلیل کتاب و سنت مین موجود ہی بلکہ کتاب و سنت و عمل اکابر امت سے اسکا خلاف ثابت اور بخوبی محقق ہے کہ ولی کو اپنے الہامات کا توافق اور کتاب اللہ مین اس کی صریح شہادت دیکھنا ضروری نہین ہے ۔

کتاب و سنت مین وہ **دلائل** اس ضرورت حصول توافق کو اٹھاتی ہین جنسے برارۃ اصلیہ ثابت ہوتی ہے اور یہ بات سمجھہ مین آتی ہے کہ جس امر سے شرع ساکت ہے اسمین ہر ایک کو (الہامی ہو خواہ عامی) آزادی و خود مختاری حاصل ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱ مین ان دلائل کی کافی تفصیل ہو چکی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے) ۔

عمل اکابر امت کتب اسلامیہ مین موجود ہے ۔ پرانے اور نئی ملہمین اپنے الہامات پر عمل و یقین کرنے کے وقت توافق و صریح شہادت کتاب اللہ کو

نہ دیکھتے صرف اتنا دیکھ لیتے تھے کہ یہہ الہام مخالف کتاب اللہ تو نہین ہے اسکی
مثال ہم سردست ایک پیش کرتے ہین جس کی تخریج روایت نمبر ۷ جلد ۷ مین
بصفحہ ۲۰۶ ہو چکی ہے ۔

حضرت عمر فاروق کو جب الہام ہوا تہا ۔ کہ ساریہ سپہ سالار فوج
بے موقع کہڑا ہوا ہے تو آپ نے کسی آیت یا حدیث سے اس الہام کا توافق نہ دیکہا
(اور نہ کوئی آیت یا حدیث جسمین ساریہ کے بے موقع کہڑا ہونے کی پیش گوئی مروی
ہو ایسے موجود ہے جس سے اس الہام کا توافق ممکن ہو) بلکہ اس الہام پر صرف
اس نظر سے کہ وہ مخالف کتاب اللہ نہ تہا فوراً یقین کر لیا اور اسی موقع الہام پر
عین اثنا ر خطبہ جمعہ مین کہدیا "یاسارِیَۃ الجبل" یعنی اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے

جو لوگ ہماری اس بات کو غلط [illegible] ہین وہ براہ مہربانی ہم کو کسی آیت یا حدیث کی
(جسمین اس واقعہ کی بطور پیشین گوئی خبر آچکی ہو اور اس سے اس الہام عمری کا توافق
ممکن ہو) نشان دہی کرین ۔

**بالجملہ حضرت خضر اور والدہ حضرت موسیٰؑ کا الہام اور اولیاً
امت محمدیہ کا الہام** باوجود اس فرق کے کہ وہ دونو شریعت کسی نبی کے تابع نہ تہے
اور اولیار امت محمدیہ شریعت محمدیہ کے تابع ہین (لہذا وہ دونو اپنے الہامات کو
اور دلیل پر عرض کرنے کے محتاج نہ تہے اور اولیار امت محمدیہ اپنے الہام کو شریعت
محمدیہ پر عرض کرنے کے محتاج ہین ۔ **اس حکم مین برابر ہین** کہ ان پر عمل و یقین
کرنے کے لئے صریح شہادت و توافق شریعت کی ضرورت نہین ہے ۔

اسپر مولوی صاحب موصوف نے یہ سوال کیا کہ الہام اولیار امت محمدیہ کو
کتاب اللہ و شریعت پر عرض (پیش) کرنا اور اُسکا مخالف شریعت نہونا ضروری اور
شرط عمل و یقین ہے تو بہی الہام قطعی و یقینی نہ ہا ۔ کتاب اللہ پر عرض کر کے اسکا

مخالف کتاب اللہ ہونا ثابت ہوگا تب ہی ملہم کو اس پر یقین کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اُسکا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے۔ نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہوجاتا ہے اس یقین کے حصول کے لئے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اسکا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہین یہہ عرض و تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے لئے ہے۔ وبس۔

اسکی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جسکو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے یا وہ موتی کا تحفہ جو دریا مین غوطہ لگانے سے اسکے ہاتھہ مین آیا ہے۔ اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اسکو کامل یقین ہوتا ہے جس مین وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہین رہتا۔ معہذا وہ اس زمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکہاکر پوچھتا ہے کہ اسے کام مین لانے کی آپ مجھے اجازت دیتے ہین اور مین اس فعل مین آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہونگا اس عرض اور طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہین کہہ سکتا کہ اُس شخص کو اس سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہین ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیون دکہاتا اور اُس سے اِس کے صرف کرنے کی اجازت کیون مانگتا۔

اس نظیر کو پڑھکر امید ہے کسیکو (بشرطیکہ وہ فہم و انصاف سے کچھہ بہرہ رکہتا ہو) اسمین شک نرہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا ہے شریعت پر اسکا عرض کرنا اور اسکی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف

شرعی بنا تا ہے اسکی حقیقت و اصلیت کو نہین بدلتا - اور نہ بڑہاتا ہے -

حکم عرض الہام سے اسکی ظنیت نکالنے والونکی منشا غلطے کا بیان

جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم سے اُسکا ظنی ہونا نکالتے ہین وہ یہ خیال کرتے کہ الہام غیر نبی مین وسوسہ شیطانی کا احتمال ہے تب ہی ملہم اسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکہتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی تو نہین؟ اس مین یہہ احتمال نہوتا تو اُسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے اُسکا مخالف کتاب اللہ نہونا کیون دیکہتا -

اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر [illegible] ہونا تسلیم نکرین اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دین - جو کسی راستہ سے کوئی پائے اور اُسکے سونے یا پیتل ہونے مین متردد ہو کر صراف سے پوچہے کہ یہ پیتل تو نہین ہے؟ مگر یہ انکی غلطی ہے - ہمارے اصول پر اس الہام مین (جسکو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع مین قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا احتمال ہے اور اسوقت اسکو ظنی کہا جا سکتا ہے مگر جب اسکا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب ملہم کے دل مین اسکا یقین کوٹ کر بہرا جاتا ہے اور اُس مین وسوسہ شیطانی کا احتمال نہین رہتا - اور نہ اسوقت اُس کو ظنی کہا جا سکتا ہے اُسوقت اسکا عرض کتاب اللہ پر محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے ہوتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہین ہے؟ اسحالت مین وہ کتاب اللہ کی مخالف ہو ہی نہین سکتا - لہذا وہ اس سونیکے نظیر نہین بن سکتا جسکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اُسکی سونے اور پیتل ہونے مین اسکو تردد ہو - اور اس تردد کی سبب وہ صرافون کو دکہاتا پہرتا ہو اسحالت مین تو وہ اُسی

خالص سونے کی (جو کان سے لیا گیا ہو) یا اوس دُرِّ یتیم کی (جو دریا مین غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو) نظیر ہے جس کے سونے اور موتی ہونے مین یابندہ کو کوئی شک نہین ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اسکے کام لانیکی اجازت صرف اس کی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہے۔

دلائل دعویٰ چہارم

اس دعویٰ کے دلائل عقلیہ و نقلیہ (وہی) دلائل ہین جو دعویٰ سوم کے ثبوت مین پیش ہو چکے ہین۔ اون دلائل سے الہام پر یقین و عمل کرنیکا جواز شرعاً وعقلاً ثابت ہو چکا تو پھر اس الہام کے دلیل شرعی ہونے مین کیا شک رہا۔ اس مقام مین ہم اس الہام کے دلیل ہونے کے متعلق تین امر اور بیان کرنا چاہتے ہین اول یہہ کہ یہ الہام دلیل ہے تو پھر اسکو دلیل شرعی کیون اور کس معنے کر نہین کہا جاتا دوم یہ کہ اسکے دلیل ہونے پر اتفاق ہے (یا نہین اور اختلاف ہے) تو پھر اسکا کیا اعتبار ہے۔ سوم یہ کہ اسکے دلیل ہونے مین اختلاف ہے تو جانبین اختلاف مین کون لوگ ہین قائل کون اور منکر کون۔

بیان امر اوّل

اسکو دلیل شرعی نہ کہنا اس معنے کر اور اسلئے ہے کہ الہام غیر نبی ملہم کے سوا اَور لوگون کے لئے شرع کیطرف سے دلیل نہین ہے اور اسپر عامہ خلائق کو عمل کرنا واجب اور بعض اوقات مین جائز نہین ہوتا۔ اسکا شرعی دلیل ہونا اور صاحب الہام کا اتباع عامہ خلایق پر واجب ہونا نہ خود اس الہام سے ثابت ہے

نہ اوسپر کوئی اور دلیل قایم ہے لہذا اسکو شریعت یا شرع جو شارع عام کا نام ہے
نہین کہا جا سکتا۔

بیان امر دوم

اس الہام کے متفق علیہ نہ ہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیئے ثابت نہین ہوتا
کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہ ہو
حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑھکر ہے اور ہر ایک
فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔ دور نجاؤ ادلہ اربعہ یعنی اصول
دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکھ لو۔ کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی ہین دلیلین
ہی ہرگز [illegible] دلیلین [illegible] اتفاقی دلیلین ہین
اور دو باقی اجماع و قیاس اختلافی ہین اجماع مین اوّلاً یہ اختلاف ہے
کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان ہی کو نہین مانتے پھر
امکان کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین
ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہین امام فخر الدین رازی نے کتاب
محصول مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز

اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تہوڑے تہے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین۔	والانصاف انه لا طریق لنا الی معرفة حصول الاجماع الا فی زمان الصحابة حیث کان المومنون قلیلین یمکن معرفتهم باسرهم علی التفصیل (محصول) انتهی

اسی کے مطابق کتاب حصول الاصول مین ہے جو کتاب

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اس مین کہا ہے جو یہ دعوے کرے

ومن ادعى انه يتمكن الناقل للاجماع من معرفة كل من يعتبر فيه من علماء الدنيا فقد اسرف في الدعوى وجازف في القول ورحم الله الامام احمد بن حنبل فانه قال من ادعى وجود الاجماع فهو كاذب وجعل الاصفهاني الخلاف في غير اجماع الصحابة وقال الحق تعذر الاطلاع على الاجماع لا اجماع الصحابة حيث كانوا في قلة واما الآن وبعد انتشار الاسلام وكثرة العلماء فلا مطمع للعلم به (حصول المامول)

کہ ناقل اجماع ان سب علما دنیا کی (جو اجماع مین معتبر ہین) معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوی مین حد سے نکل گیا اور جو کچھ اُس نے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اونھون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے* اصفہانی نے اس اختلاف کا محل اجماع صحابہ کے سوا اور اجماعون کو ٹھیرایا ہے اور فرمایا ہے کہ حق یہی ہے کہ اجماع پر اطلاع مشکل ہے مگر صحابہ کے اجماع پر مشکل نہین کیونکہ وہ تھوڑے لوگ تھے اور اسلام پھیل جانے اور علماء اہل اجماع کے بڑھ جانے کے بعد تو علم اجماع کی کوئی طمع نہین ہو سکتی۔

پھر اس امکان علم اجماع کو تسلیم کرنے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اس علم کا پچھلے زمانے کے لوگون تک منقول ہونا ممکن ہے یا نہین

* امام احمد کا یہ قول مسلم وغیرہ مین بھی منقول ہے اگرچہ مسلم مین اس کی اور تاویل کی ہے +

65

ایک جماعت اسکے قائل ہین کہ یہ نقل متواتر سے ناممکن ہے اور اخبار احادسے ہو تو اسکا اعتبار نہین پھر ان سب باتون (امکان اجماع - امکان علم - امکان نقل) کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ وہ اجماع شرعی دلیل ہے یا نہین بعض لوگ قائل ہین کہ وہ دلیل شرعی نہین امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری وغیرہ اسکے قائل ہین کہ صرف اجماع

وذهب داؤد الظاهری الی اختصاص حجیة الاجماع باجماع الصحابة وهو ظاهر کلام ابن حبان فی صحیحه وهذا هو المشهور عن الامام احمد (حصول)

صحابہ دلیل ہے - حصول المامول مین ہے اجماع کا حجت (دلیل) ہونا اجماع صحابہ سے مخصوص ہے - یہی امام ابن حبان کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی امام احمد سے مشہور ہے -

پھر اس اجماع کو حجت و دلیل ماننے والے اس مین مختلف ہین کہ وہ حجت قطعی ہے یا ظنی - ایک جماعت (صیرفی ابن برہان دبوسی وغیرہ) اس کو قطعی کہتے ہین - ایک جماعت (امام رازی آمدی وغیرہ) ظنی کہتے ہین - بعض (بزدوی وغیرہ حنفی) اس مین تفصیل کرتے ہین - اجماع صحابہ کو قطعی کہتے ہین - باقی اجماعون کو ظنی - ان مذاہب کی تفصیل بھی حصول المامول وارشاد الفحول وغیرہ مین ہے -

امام رازی اپنے مذہب کی تائید مین فرماتے ہین - کہ تعجب کی بات

والعجب من الفقهاء انهم اثبتوا الاجماع بعمومات الآیات والاخبار واجمعوا علی ان المنکر لما تدل علیه العمومات لا یکفر

ہے کہ فقہاء اجماع کا حجت ہونا عموم آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہین اور اس بات پر بھی ان کا اجماع ہے کہ جو بات عمومات سے ثابت ہو

ولا یفسق اذا کان ذلک الانکار
بتاویل ثم یقولون الحکم الذی
دل علیہ الاجماع مقطوع ومخالفہ
کافر فاسق فکانہم قد جعلوا الفرع
اقوی من الاصل وذلک غفلة
عظیمة (محصول)

اسکا منکر کافر نہین ہوتا اور نہ فاسق
ہوتا ہے اگر وہ بتاویل منکر ہو۔
پھر یہ بھی کہتے ہین کہ جو حکم اجماع سے
ثابت ہو اسکا منکر کافر ہے اسمین
اونھون نے فرع کو (یعنے حکم قطعیت
اجماع) کو اصل سے (یعنے اُن
دلائل عموم سے جن سے قطعیت ثابت کرتے ہین) قوی بنا دیا۔ یہہ
ان کی بڑی غفلت ہے۔

اسی قسم کے اور اختلاف اجماع کے متعلق اہل اسلام خصوصاً اہلسنت
مین پائے جاتے ہین۔

ایسا ہی قیاس کی نسبت ان کا اختلاف ہے بڑے بڑے صحابہ وتابعین
وائمہ مجتہدین اسکے حجت ودلیل ہونے کو نہین مانتے اسکے سوید اقاویل صحابہ
وتابعین ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۸ء مین منقول
ہو چکے ہین ہم ان کا اعادہ نہین کرتے وہ ضمیمہ ناظرین شائقین تحقیق طلب
فرما کر ملاحظہ مین لائین گے تو حظ اوٹھائین گے۔

پھر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ خصوصاً ادلہ اربعہ مین حصر
دلائل شرعیہ کا مسئلہ بی اعتبار ہو سے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بی اعتبار
ہو سکتا ہے۔

اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ ادلہ شرعیہ کا حصر چار دلائل
مین کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ یہ حصر نہ اتفاقی دلائل کی نظر سے صحیح ہو سکتا ہے
نہ اختلافی کی نظر سے۔ اتفاقی دلائل کی نظر سے اس کا غلط ہونا تو ابھی معلوم ہوا

اور ثابت ہوچکا کہ اتفاقی دلائل صرف دو ہین نہ چار- اختلافی دلائل کی شمولیت کے لحاظ سے یہ دعوئے حصر اس لئے غلط ہے کہ اختلافی دلائل ان چارون کے سوا اور بہی ہین استحسان* - استصحاب استقرار - شرائع سابقین - مصالحہ مرسلہ - قول صحابی وغیرہ -

کتاب مسلم الثبوت مین لکہا ہے ان چارون دلیلون (کتاب و

للادلة علی الاربعة اتفاق و اختلف فی امور و تقدم منہا شرائع من قبلنا و الا ستحسان و المصالح المرسلة و قول الصحابی و منہا عدم الدلیل بعد الفحص اختارہ بعض الشافعیة و الحق انہ لیس بدلیل الا بالشرع و منہا الاخذ باقل ما قیل اختذبہ الشافعی و الحق انہ ترجیح لا اخذ بالاصل فی تعارض الاشباہ و منہا الاستقراء و اختارہ البیضاوی و الحق انہ لا یدل علی حکم اللہ الا اذا دل علی وصف جامع تدبر و منہا الاستصحاب و ہو

وسنت و اجماع و قیاس) پر تو چارون امام (امام ابوحنیفہ رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد رح) کو اتفاق [illegible] بعض دلائل مین (جنکا ذکر پہلے بہی ہوچکا) اختلاف ہے از انجملہ شرائع سابقین ہین اور استحسان اور مصالحہ مرسلہ اور قول صحابی - اور از انجملہ تلاش کے بعد دلیل کا پایا جانا ہے اسکو بعض شافعی عدم حکم پر دلیل سمجہتے ہین - اور حق یہ ہے کہ وہ دلیل نہین ہے مگر شریعت کی شہادت سے یعنے شریعت خود بتاتی ہے کہ جس چیز سے شرع ساکت ہے وہ بحکم اباحۃ اصلیہ مباح و معاف ہے اور از انجملہ کم سے کم کو لے لینا ہے

* ان الفاظ کی تشریح ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

حجة عند الشافعية وطائفة من الحنفية منهم ابو منصور مطلقاً وعند ابي زيد و شمس الائمة وفخر الاسلام للدفع فقط ونفاه منهم المتكلمون وهو المختار۔ (مسلم الثبوت)

اسکو امام شافعی نے حجت ٹھہرایا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ ترجیح ہے جیسے تعارض کے وقت اصل کو لے لینا اور ازانجملہ استقرا ہے اسکو بیضاوی نے اختیار کیا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی پر دلیل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی وصف جامع کو ثابت نہ کرے اور ازانجملہ استصحاب ہے وہ شافعی کے نزدیک اور حنفیوں مین ایک جماعت کے نزدیک حجت ہے ابوزید وغیرہ اسکو صرف مدافعت کے لئے حجت سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ متکلمین وغیرہ اسکو حجت نہیں سمجھتے۔

بیان امر سوم

الہام یا کشف غیر نبی کے منکر حجیت متکلمین اور اصولی ہین۔ اور اسکے حجت (دلیل) ہونے کی قائل بعض محدث و صوفی اس مقام مین ان صوفیون اور محدثون کے اقوال نقل کئے جاتے ہین جو اس الہام و کشف کو حجت جانتے ہین اور اس سے کام لیتے ہین۔

ازانجملہ امام عبد الوہاب شعرانی ہین جو میزان کبریٰ مین اہل کشف و الہام کے لئے کشف الہام سے دلائل احکام پر مطلع ہونیکے مدعی ہین چنانچہ بصفحہ ۱۲ کتاب میزان کے فرماتے ہین۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بطریق

وقد اطلعني الله تعالىٰ من طريق الالهام على دليل لقول الامام

الہام امام داؤد ظاہری کے اس مسئلہ کے کہ چھوٹی لڑکی کو ہاتھ

داؤد الظاہری بنقض الطہارة بلمس الصغیرة التی لا تشتہی

لگانے سے بہی وضو ٹوٹ جاتا ہے" مطلع کیا پھر اسکو بتفصیل بیان فرمایا۔

اور بصفحہ ۱۳ فرمایا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین مین مجتہدین کے

وصاحب ہذا الکشف قد ساوی المجتہدین فی مقام الیقین وربما ازداد علی بعضہم لاغتراف علمہ من عین الشریعة ولا یحتاج الی تحصیل آلات الاجتہاد التی یشترطہا فی حق المجتہد فحکمہ حکم الجاہل بطریق البحر اذا ورد مع عالم بہا لیملأ سقاءہ منہ فلا فرق بین الماء الذی یاخذہ العالم ولا بین الماء الذی یاخذہ الجاہل۔

مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑہ جاتا ہے کیونکہ وہ اسی چشمہ سے جس سے شریعت نکلتی ہے چلو بھرتا ہے اور وہ اسباب (علوم) اجتہاد کا جو مجتہدون کے حق مین شرط ٹھہرائی گئی ہین محتاج نہین ہے اسکا حال دریا کی راستہ سے ناواقف کا سا ہے جو کسی راستہ جاننے والے کے ہمراہ دریا پر پانی لینے کو پہنچ جاتا ہے اسکے پانی مین اور جاننے والے کے لئے ہوئے پانی مین کچھ فرق نہین

پھر اسی صفحہ مین اسپر یہ سوال کیا ہے کہ پھر عُلما نے اُس مسئلہ پر جو

فان قلت فلای شیء لم یوجب العلماء باللہ تعالی العمل بما اخذہ العالم من طریق الکشف مع کونہ ملحقا بالنصوص فی الصحة عند

کسی نے کشف سے لیا ہو عمل کرنے کو کیون واجب نہین ٹھہرایا باوجودیکہ وہ بعض لوگون کے نزدیک صحت مین (آیۃ وحدیث) کے مثل ہے پھر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اس پر

بعضهم فالجواب ليس عدم ايجاب العلماء العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها و نقصها عما اخذه العالم من طريق النقل الظاهر وانما ذلك للاستغناء عن عده فى الموجبات بصرائح ادلة الكتاب والسنة عند القطع بصحته اى ذلك الكشف فانه حينئذ لا يكون الا موافقا لها اما عند عدم القطع بصحته فمن حيث عدم عصمة الآخذ لذلك العلم فقد يكون دخل كشف التلبيس من ابليس من [illegible] قد اقدر ابليس كما قال الغزالى وغيره على ان يقيم للمكاشف صورة المحل الذى ياخذ علمه منه من سماء او عرش او كرسى او قلم او لوح فربما ظن المكاشف ان ذلك العلم من الله فاخذ به فضل وضل فمن هنا اوجبوا على المكاشف انه يعرض ما اخذه من العلم من طريق كشفه على الكتاب والسنة قبل العمل به فان وافق فذاك والا حرم عليه العمل به فعلم ان من

عمل واجب نہ کرنا اسلئے نہیں ہے کہ جو مسئلہ کشف سے لیا جاتا ہے وہ اس مسئلہ سے جو ظاہری نقل سے لیا جاوے کچھ کم رتبہ اور ضعیف ہے بلکہ اسلئے ہے کہ صریح دلائل کتاب و سنت کے ہوتے اسکو دلیل موجب عمل ٹھہرانیکے حاجت نہیں کیونکہ کشف جبکہ اسکی صحت کا یقین ہو کتاب اللہ کے موافق ہی ہوتا ہے۔ اور جب اسکی صحت کا یقین نہ ہو‡ تو اس وجہ سے کہ صاحب کشف معصوم نہیں ہے‡ اس میں خلل شیطانی [illegible] کیونکہ خدا تعالیٰ نے ابلیس کو‡ چنانچہ امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے قدرت دی ہے کہ وہ صاحب کشف کو اسکے محل کشف کی (جس سے وہ علم اخذ کرتا ہے) صورت آسمان یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح کی سی بنا کر دکھا دے پس وہ اسکو خدا کیطرف سے سمجھ کر لے لیتا ہے اور خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی نظر سے علماء نے صاحب کشف پر اس امر کو واجب ٹھہرایا ہے کہ وہ قبل عمل اسکو کتاب و سنت پر پیش کرے پس اگر موافق پاوے تو اسپر عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا

✱ اسی صورت سے جو ہم نے بصفحہ (۳۳۴) بیان کی ہے ✱✱ اس معنی کر کہ ہمیں دخل ابلیس کا امکان ہے جو اسکی عدم عصمت و استقرار سے ثابت ہوتا ہے ‡ ابتدا میں اور اسوقت تک کہ اسپر صاحب کشف کو قیام و ثبات نہو ‡ اسی صورت سے جو ہم نے بیان کی ہے اس تو تفسیر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہ عبارت میزان جسکو ہم نمبر ۲ جلد ۷ میں نقل کر چکے ہیں بعض مدعی کے مخالف نہیں بلکہ مفید ہے ہمنے اسکو اسمقام میں نقل کیا ہے ورنہ اسکی نصف اخیر کو اسمقام سے تعلق نہ تھا۔

اخذ علمہ من غیر الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عنہ ابداً ما عاش۔

اسپر حرام ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنا علم شریعت کے سوا اور جگہ (الہام و کشف) سے لے اور اس میں تلبیس کا دخل نہو تو اس سے وہ کبھی نہ پھرے جب تک زندہ رہے۔

اور اس میں بصفحہ ۲۰ کہا ہے اہل کشف قیاس کے محتاج نہیں وہ کشف کے سبب اس سے مستغنی ہیں۔

ومن ہنا یعلم ان اہل الکشف غیر محتاجین الی القیاس لاستغنائہم بالکشف

اور بصفحہ ۳۳ فرمایا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ محدثین کے نزدیک اس میں کلام ہے پر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم وان کان فیہ مقال عند المحدثین فہو صحیح عند اہل الکشف

اور بصفحہ ۴۲ کہا ہے ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہیں جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی کیونکہ کشف ہمیشہ شریعت سے موید ہوتا ہے۔

فانہ ما ثم لنا دلیل واضح یرد اہل الکشف ابداً لا عقلا ولا نقلا ولا شرعا لان الکشف لا یاتی الا مویدا بالشریعۃ دائما

اور بصفحہ ۴۸ فرمایا ہے کہ بہتیرے اولیاء اللہ سے مشتہر ہوچکا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم سے عالم ارواح میں (بطور کشف) ہم مجلس ہوئے اور ان کے ہمعصران نے ان کے دعوی کو تسلیم کیا۔ پھر امام شعرانی نے ان لوگوں کے نام لئے جن میں ایک امام محدث **جلال الدین** سیوطی ہیں پھر فرمایا

وقد اشتہر عن کثیر من الاولیاء الذین ہم دون الائمۃ المجتہدین فی المقام بیقین انہم کانوا یجتمعون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثیرا ویصدقہم اہل عصرہم علی ذلک الی ان ذکر جماعۃ منہم الشیخ جلال الدین السیوطی ثم

69

قال ورایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین
السیوطی عند احد اصحابه وهو الشیخ
عبد القادر الشاذلی مراسلة لشخص
سأله فی شفاعة عند السلطان قایتبای
رحمه الله تعالی اعلم یا اخی اننی قد
اجتمعت برسول الله صلی الله علیه وسلم
الی وقتی هذا خمسا وسبعین مرة یقظة
ومشافهة ولولا خوفی من احتجابه
صلی الله علیه وسلم عنی بسبب
دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت
فیك عند السلطان وانی
رجل من خدام حدیثه واحتاج
الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها
المحدثون من طریقهم ولا شك ان
نفع ذالك ارجح من نفعك انت یا اخی
انتهی ویوید الشیخ جلال الدین فی ذالك
ما اشتهر عن سیدی محمد بن زین المادح
لرسول الله انه کان یری رسول الله
صلعم یقظة ومشافهة - (میزان شعرانی)

مینے ایک ورق شیخ جلال الدین سیوطی کا
دستخطی انکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی
کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا
جس نے ان سے بادشاہ وقت کے
پاس شفارش کی درخواست کی - انہون نے
جواب مین کہا کہ مین آنحضرت صلعم کی
خدمت مین تصحیح احادیث کے لئے
جنکو محدث ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا
ہون چنانچہ اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت
بیداری مین حاضر خدمت ہو چکا ہون
مجھے یہہ خوف ہوتا کہ مین بادشاہ وقت
کے پاس جانے کے سبب اس حضوری
سے روکا جاؤنگا تو قلعہ مین جاتا اور
تمہاری شفارش کرتا - امام شعرانی فرماتے
ہین کہ شیخ جلال الدین کے اسبات کا
موید وہ واقعہ ہے جو سید محمد بن زین سے مشہور ہے وہ
آنحضرت صلعم کی زیارت سے بیداری
مین مشرف ہوتے جب حج کو جاتے
پھر اسکو مفصل ذکر کیا -

اور از انجملہ شیخ محی الدین ابن عربی ہین جو فتوحات مکیہ مین ایک
خاص باب اس مضمون کا کہ "اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت سے احکام پوچھتے

ان احدہم اذا احتاج فی واقعۃ
او سوال عن حدیث رای النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فینزل علیہ جبریل
علیہ السلام فیسالہ عما احتاج
الیہ الولی فیجیبہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ویسمع ہذا الولی فیعی ما قال
صلی اللہ علیہ وسلم قال وہذا کما سال
جبرئیل علیہ السلام عن الایمان و
شرائع الاسلام فاجابہ صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] فقال [illegible] من ہذا
الطریق احادیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرب حدیث صحیح عند اہل الفن
لا یثبت عندنا من ہذا الطریق ورب
موضوع عندہم یصح بقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہذا احادیث قلتہ۔
(فتوحات)

ہین" مقرر کرکے فرماتے ہین ان ہین سے
جب کسی کو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت
پڑتی ہے تو وہ آنحضرت صلعم کی زیارت سے مشرف
ہو جاتا ہے - پہر جبرئیل علیہ السلام نازل
ہوتے ہین - اور آنحضرت صلعم جبرئیل ع سے
وہ مسئلہ (جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے)
پوچھکر اس ولی کو بتاتے ہین جس کو ولی
سنتا ہے اور یاد کرلیتا ہے جیسے آنحضرت
سے جبرئیل نے ایمان و اسلام کا سوال
کیا تھا اور آنحضرت نے اسکا جواب دیا
تھا اور صحابہ نے یاد کرلیا تھا - شیخ
ابن عربی نے فرمایا ہے ہم اس طریق سے
آنحضرت صلعم سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین
بہتیری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے
لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے
نزدیک صحیح نہین اور بہتیری حدیثین انکے
نزدیک موضوع ہین - اور آنحضرت کے قول سے (بذریعہ کشف) صحیح ہو جاتی ہین -
اس قسم کے مسائل و احادیث جنکی تصحیح ابن عربی نے آنحضرت سے کرائی ہے
فتوحات مین بہت مذکور ہین جیسے حدیث رفع یدین بوقت انتقالات نماز اور
دعا ختم صحیح بخاری اور حدیث وقوع طلاق ثلث وغیرہ -
اور فتوحات مکیہ مین یہہ بہی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم

لدنیہ کہلتے ہین جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہین ہوتے ۔ اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیار اور اولیار سے مخصوص ہین آور **جنید بغدادی** سے نقل کیا ہے کہ انہون نے تیس سال اس درجہ مین رہکر یہ رتبہ حاصل کیا ہے ۔ **ابویزید بسطامی** سے نقل کیا ہے کہ تم (علمار ظاہر) نے علم مردون سے لیا ہے ہمنے خدا زندہ قائم سے (اس مضمون کی اصل عبارت فتوحات اشاعۃ السنتہ نمبر ۵ جلد ۲ مین نقل ہو چکی ہے ۔

اور ازانجملہ امام غزالی ہین انکا قول مثبت الہام بھی اُسی نمبر ۵ اشاعۃ السنتہ مین نقل ہو چکا ہے ۔

اور ازانجملہ رئیس محدثین ہند حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ** ہین جو اپنی متعدد تصانیف مین الہام و کشف پر اعتماد اور اس سے استشاد کئے ہین ۔

آپ نے رسالہ **در ثمین فی مبشرات النبی الامین** اور رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیار اللہ** مین بسند متصل شیخ محمد بن عبد الرحمن الخطاب شارح مختصر خلیل سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عارف باللہ

الحدیث الثالث والثلثون اخبرنی الشیخ ابو طاہر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنا شیخنا السید السند احمد بن عبد القادر قال اخبرنا الشیخ جمال القیراوانی عن شیخہ الشیخ یحیی الخطاب المالکی قال اخبرنا عمی الشیخ برکات الخطاب عن والدہ عن جدہ الشیخ محمد بن عبد الرحمن

شیخ عبد المعطی تونسی کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے گئے جب ہم آنحضرت کے روضہ کے قریب ہوئے تو پا پیادہ ہو لیے پس شیخ عبد المعطی چند قدم چلتے اور پھر کھڑے ہو جاتے یہانتک کہ روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کچھ بولے جسکو ہم نہ سمجھے جب ہم وہان سے پھرے تو ہم نے اُن سے

الحطاب شارح مختصر الخلیل قال مشینا مع شیخنا العارف باللّٰہ تعالیٰ الشیخ عبد المعطی التونسی لزیارۃ النبی صلعم فلما قربنا من الروضۃ الشریفۃ ترجلنا فجعل الشیخ عبد المعطی یمشی خطوات و یقف حتی وقف تجاہ القبر الشریف فتکلم بکلام لم نفہم فلما انصرفنا سألناہ عن وقوفہ فقال کنت اطلب الاذن من رسول اللّٰہ صلعم فی القدوم علیہ فاذا قال لی اقدم قدمت ساعۃ ثم وقفت وھکذا حتی وصلت الیہ فقلت یا رسول اللّٰہ اکلما روی البخاری عنک صحیح فقال صحیح فقلت لہ اروِیہ عنک یا رسول اللّٰہ صلعم قال اروِیہ عنی وقد اجاز الشیخ عبد المعطی نفعنا اللّٰہ تعالیٰ بہ الشیخ محمد الحطاب ان یرویہ عنہ وھکذا احد احاز من بعدہ و اجاز السید احمد بن عبد القادر النخلی ان یرویہ عنہ و اجاز النخلی لابی طاھر و اجاز ابو طاھر لنا (انتباہ و در ثمین)

توقف کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا مین آنحضرت سے حاضر خدمت ہونے کا اذن چاہتا تھا آپ نے فرمایا آ تب مین آگے ہوا پھر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھہ آپ سے امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ سب صحیح ہین [illegible] اس کو روایت کرون آپ نے فرمایا ہان صحیح ہے تو میری طرف سے اس کو روایت کر۔ اس حدیث کے روایت کرنے کی اجازت شیخ عبد المعطی نے اپنے شاگرد شیخ محمد خطاب کو دی انہون نے اپنے شاگردوں کو ایسا ہی بیچ والون تک یہانتک کہ شیخ ابو طاہر استاد حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ کو۔ اور اپنے رسالہ فیوض الحرمین ایسی باتین جو بذریعہ کشف آپکو آنحضرت سے حاصل ہوئی ہین بہت بیان کی ہین پر انکی تفصیل سے خوف تطویل ہے

اور از انجملہ صاحب دراسات ہین جو اس کتاب کے صفحہ ۳۹ مین فرماتے ہین کہ جو کوتاہ نظرون کو وہم ہوا ہے کہ اجتہاد کا محل اخذ

وما يتوهمه القاصرون من ان الاجتهاد ماخذه
الكتاب والسنة والكشف ليس طريقا للاخذ
عنهما فباطل لان الكشف طريق جائزة للاخذ
الحديث ومعنى القران عن النبي صلى الله عليه وسلم
يقظة شفاها وقال صلى الله عليه وسلم في الرؤيا
الصالحة ما قال فكيف في الكشف واين
الاجتهاد من ذلك فهو اقوى من كل اسباب
العلوم بعد الوحي فاندرشح توشح من بحره
والقول بانه لو كان الكشف حجة يسمع
[illegible] لكان حجج الشرع خمسة وقد
اتفقوا على انها اربعة مردود فانه لم
يقع الاتفاق على حجية القياس هو حجة
عند القائلين به فكذلك الكشف وان لم
يقل بحجية اهل الظاهر فهو حجة عند اهله
بل هو عندهم مما يوجب اليقين كما هو مبسوط

(دراسات صہ ۳۹)

کتاب و سنت ہی اور کشف کو کتاب و سنت
سے احکام لینے کی طرف راہ نہین سو باطل
ہے آنحضرتؐ سے حدیث اخذ کرنے اور
قران کے معنی پوچھنے کے لئے کشف جائز
راہ ہے آنحضرتؐ نے سچے خوابون کے
باب مین (جو کشف سے کمتر ہین) فرمایا
ہے جو فرمایا ہے۔ پس کشف کی
نسبت آپکا کیا حکم ہوگا اور اجتہاد کا اسکے
سامنے کیا رتبہ ہے۔ وہ تو علم کی سبھی وسائل (اجتہاد
وغیرہ) [illegible] وہ اسی وحی
کے دریا کا ترشح ہے اور یہہ
کہنا کہ اگر کشف ان دلائل سے ہوتا
جنکا اتباع جائز ہے تو چاہیے تھا کہ دلائل شرعی
پانچ ہوتے حالانکہ انکا اتفاق اسپر ہے کہ وہ دلائل
چار ہین۔ لائق قبول نہین ہی کیونکہ اتفاق تو
ان چار دلیلون پر بھی نہین ہوا انمین سے قیاس پر
اتفاق کب پایا گیا ہے۔ ایسا ہی کشف بھی اسکو علما ظاہر نہین مانتے تو اسکے اہل تو مانتے
ہین بلکہ وہ انکے نزدیک موجب یقین ہے۔

پہر اس کتاب کے صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۲ تک اتحاف العارفین شیخ محمد برسی
اور انوار قدسیہ اور طبقات الاولیا عبدالوہاب شعرانی اور طبقات الاولیا
ابن الملقن سے اس مضمون کی چند حکایات نقل کی ہین جنمین اہل اللہ کا آنحضرتؐ

قال ایضاحکی عن بعض الاولیاء انہ حضر
مجلس فقیہ فروی ذلک الفقیہ حدیثا
فقال لہ الولی ہذا باطل قال من این لک ہذا
فقال ہذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف
علی راسک یقول انی لم اقل ہذا الحدیث و
کشف اللہ لک الفقیہ فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(دراسات صفحہ ۳۱)

سے احادیث کی صحت دریافت کرنا پایا جاتا ہی
ان مین سے ایک ولی سے یہ حکایت نقل کی
ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس مین حاضر ہوئی اور
فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو اس ولی نے
کہا یہ حدیث جہوٹی ہے فقیہ نے پوچہا تمنے
یہ کہان سے جانا اس ولی نے کہا یہ دیکھ
آنحضرت صلعم تیرے سر پر کہڑے فرما رہے ہین
کہ یہہ حدیث مین نے نہین کہی ۔ اسوقت اس فقیہ کو بہی کشف ہوگیا اور اس نے
آنحضرت کو کہڑے ہوئے دیکہ لیا

اور از انجملہ مولانا محمد اسمٰعیل ایک سرگروہ اہلحدیث ہین جو کتاب صراط مستقیم
مین بصفحہ ۳۰ فرماتے ہین ہر ابلغ کار و فطانت ارباب تحدیس و کیاست کہ بلطافت ذہن و صفائی
قریحہ بر مغز این کلام و خلاصہ این مقام رسیدہ باشند پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من جہۃ متعلم انبیا ربیا شدہ
من جہۃ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب است رضا و کراہت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصہ و
صحت و بطلان عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ و صلاح و فساد و نظام و اب
المحفظ در وقائع و معاملات جزئیہ بنور جبلی خود دریافت مینماید مثلاً بتنبہات قلب خود میداند کہ فلان قول مخصوص
یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیدہ خاصہ حق است یا باطل و فلان خلق مخصوص محمود
ست یا مذموم و فلان معاملہ خاصہ کہ فیما بین اہل منزل یا اہل مدینہ منعقد شدہ یا فلان رسم مخصوص کہ در فلان قوم مر
تہذیب یافتہ موافق نظام اتم است یا مخالف آن پس احکام این امور مذکورہ او را بدو وجہ معلوم میشود یکے
بتنبہات قلب خود خصوصاً و دیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عموماً و علم کہ بوجہ اول حاصل شدہ
تحقیقی است و ثانی تقلیدی و اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او بسوے کلیات حقہ منعقدہ در خطیرۃ القدس کہ
کہ بنائے تربیت نوع انسان عموماً متعین گردیدہ او را رہنمونی میفرماید آن کلیات منفذ من علی و مر الدہور والا عصار

محفوظ میماند و استنباط جزئیات ازان کلیات نمے تواند کرد پس علوم کلیہ شرعیہ اوّد و واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام"

اس خیال و اعتقاد کے لوگ متقدمین و متاخرین اہل اسلام مین اور بہت ہین ۔ ان سب کے اقوال نقل کرنیکی اس مقام مین گنجایش نہین ۔ ان چند اقوال منقولہ بالا سے امر سوم کا بیان شافی ہوگیا اور بخوبی ثابت ہوا کہ الہام یا کشف کو حجت و دلیل جاننے والے بھی اکابر اہل اسلام (صوفیہ کرام و محدثین عظام) ہین جیسے کہ اسکی حجیۃ کے منکر اکابر ہین یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکہا نہین جسکا کوئی قائل نہو ۔

یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تھا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بھی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم (غیر نبی) کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین نہین نہین ہرگز نہین ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین ۔ نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع و مقلد ہین ۔

بیان امر سوم سے [illegible] متعلق [illegible] الہام کا بیان تمام ہوا اور اس پر وہ [illegible] کے [illegible] اس سوال کا جو اعتراض سوم (منجملہ اعتراضات مشترکہ فریقین) کے جواب سے پیدا ہوا تھا جواب پورا ہوا اور خوب محقق ہوا کہ مولف براہین احمدیہ کا اپنے الہام کو اپنے حق مین حجت اور دلیل سمجھنا کوئی نئی اور انوکہی بات نہین ہے ۔

اب ہم اس بحث (سوالات و جوابات) کو ختم کرتے ہین کیونکہ اس بحث مین اگرچہ صراحۃً و قصداً صرف تین سوالون (منقولہ نمبر ۶) کا جواب دیا گیا ہے مگر تبعاً و ضمناً اور بہت سے اعتراضونکا جواب بھی ہمسے ادا ہوا بلکہ غور و تامل سے کام لیا جاوے تو کوئی اعتراض ایسا نہین رہا (یا یون کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا) جسکا جواب اس بحث سے نکل نہ سکیگا لہذا ہم اب اس بحث کو طول نہین دیتے اور اس ریویو کا تتمہ چند امور اور بیان کرتے ہین ۔

اوّل جو سب سے اہم اور اقدم ہے یہ ہے کہ جو کچھہ ہمنے الہامات مولف براہین احمدیہ کی حمایت اور اور اعتراضات مخالفین سے انکی برارت مین کہا ہے اسکی بنا (چنانچہ ہمارے الفاظ و قیود جابجا مظہر ہین) صرف دو امر پر ہے اوّل یہ کہ یہ الہامات اور انکی تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہین دوم یہ کہ وہ شرع کے مخالف نہین اس سے بڑھکر فعلی (یعنی بالفعل) ثبوت و تحقق ان الہامات کی ہمنے شہادت نہین دی اور نہ خصوصیت کے ساتھ کسی خاص وحی

الہامات یا حالات کی کوئی شہادت دیسکتا ہی جبتک کہ اسکو ذاتی تجربہ نہو یا وہ خود ملہم و ولی نہو اور بحکم ولی را ولی میشناسد
اپنے وجدانی شہادت سے اسکے صدق و تحقق کا اسکو یقین نہو ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہی اسلئے ہم
انکو سچا جانتے ہین اور انکے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہین سمجھتے لہذا ہم نے بالفعل اسیقدر امکانی اور تجویزی
رائے دی ہے انکے الہامات اور برکات کا ہمکو ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہوگا تو آئندہ حصون کے ریویو مین فعلی ثبوت کی
شہادت و تائید سے بھی دریغ نہوگا۔

اس امکانی رائے سے بھی ہمارا مقصود (چنانچہ ہم پہلے بھی جتا چکے ہین) مطلق الہام غیر نبی کی
تائید ہی جس سے الہام انبیا کی تائید مقصود ہے خاصکر مولف براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہین ہے
اور نہ ہمکو اسوقت تک مولف براہین سے بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت ہی ہمکو ان سے کوئی خصوصیت پیدا ہوگی
تو خاصکر انکی تائید اور ہی طرز و کیفیت سے عمل مین آویگی انشاء اللہ تعالی۔

(۳) اس کتاب [illegible] نقائص بھی ہین جنکا بیان اس نظر سے کہ ہم اسپر ریویو لکھ رہے ہین ہمارا منصبی فرض ہے۔

از انجملہ (۱) یہ کہ اسکی عبارت اردو عمدہ نہین ہی اسکی بعض محاورات فارسی کی تابع ہین اور اکثر محاورات اردو غیر فصیح ہین
جیسے لفظ "تا" بجائے "تاکہ" اور لفظ "جو" بجائے "کہ" اور لفظ "جو کہ" بجائے "جو" وغیرہ مگر ہم اس نقص مین مولف کو معذور جانتے
ہین اور پنجاب کے اکثر اہل علم جنکو ہندوستان ہی کا اتفاق نہین ہوا اور نہ اردو تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہی ایسے ہی ہوتے ہین

از انجملہ (۲) یہ کہ اسمین تطویل بہت ہی ایک مطلب کئی کئی دفعہ (کبھی نثر مین کبھی نظم مین) ادا کیا گیا ہی جسمین کتاب کا حجم
فضول طبع بڑھ گیا ہی اسمین بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہین شاید وجدانی ذوق اور ایمانی جوش انکو اس تکرار پر مجبور کرتا ہی۔

از انجملہ (۳) یہ کہ اسمین بعض مطالب بے محل وارد کئے گئے ہین اہم مقاصد جو اس کتاب کی اقصی غایات سے ہین (جیسے
اثبات الہام و بے مثلیت قران) اسکو مبادی خصوصاً حواشی مین لائے گئے ہین شاید اسمین بھی جناب مولف معذور ہون وہ
استعجال ناظرین کے سبب مقاصد کو مبادی مین لے آئے ہون۔

از انجملہ (۴) یہ کہ بعض جگہ اس کتاب مین مخالفین کے حق مین سخت کلامی پائی جاتی ہی جو اس زمانہ سویلزیشن
(تہذیب) مین عام طبائع کی تنفر کی موجب ہی اگرچہ مولف اسمین بھی معذور اور حمیت حقانی و جوش ایمانی سے مجبور ہین۔

مگر اسمین مخاطبین مخالفین اسلام کو اس کتاب کے پڑہنے یا اسکا جواب دینے سے ایک عذر و بہانہ ہاتہ آگیا ہی وہ کہتے ہین (چنانچہ ایک آریہ سماج لاہور کے اعلے ممبر سے سنا گیا ہے) کہ اس کتاب مین تہذیب سے کام نہین لیا گیا ہی ہم اس کو کیونکر دیکھین اور اس کا جواب کیا دین - آیندہ جناب مولف سخت کلامی کو اسمین دخل نہ دین تو اسکا حسن دوبالا ہو جاوے اور ان لوگون کا بہانہ بہی ٹوٹ جائے اور کسی نہ کسی طالب و متعلل اس کتاب کے مطالع سے نفع اوٹہاوے -

اور دین بھی ہمکو یہی سکہاتا ہے کہ ہم کافر سے کافر کو اور بدتر سے بدتر کو نرمی اور پیار سے یاد کرین اسمضمون کی آیات قرآن مین بہت ہین اس مقام مین ایک صحیح حدیث نقل کیجاتی ہی موطا امام مالک مین بصفحہ (۳۸۶) حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے آپنے خنزیر کو مخاطب کیا تو یہہ فرمایا انفذ بسلام یعنی تجہے سلام ہے یا سلامتی سے نکل جا -

اس حدیث کو ہمارے معاصر دیندار و پرہیزگار محدث عالم و صوفی جو مخالفین مذہب کا سیدہے طور پر [illegible] حیثیاتی سے انسے بات کو کرنیکو جائز نہین کہتے اور اپنے ان افعال سے اسلام کو مخالفین کی نظرون مین حقیر کر رہے ہین غور کی نگاہون سے ملاحظ فرماوین اور اپنی اس دینداری پر آنسو بہائین اور قرآن و حدیث کی تشدد و تباغض کے نصوص ہی پر نگاہون کو بند نہ کہلین آیات و احادیث رفق اور رحمت کو بہی نگاہ مین لائین اور اس مصرعہ کا مصداق نہو رہین - ع

حفظت شیاء وغابت عنك اشیاء

اس بات کو ہم ایک مستقل مضمون "تُبَغض و تہاجر" مین بہ تفصیل لکہنا چاہتے ہین جو عنقریب نمبر ۱۲ جلد ۷ یا نمبر ۱ جلد ۸ مین قلم مین آئیگا انشاءالله تعالى -

ان نقائص اربعہ کے بیان کے ساتہ ہم یہ کہنا بہی اپنا فرض جانتے ہین کہ یہہ نقائص صوری اون خصائص و محاسن معنوی کے مقابلہ مین کچہہ وقعت نہین رکہتے اونکے سامنے بحکم "ان الحسنات یذهبن السیات" یہ ہبا منثور اکا مصداق ہین ہان اگر آیندہ یہ کتاب مستطاب ان نقائص سے بری

رہی تو یہ اس شاہد رعنا کے لئے ایک زینت اور عمدہ لباس ہے - اور اسی وجہ سے ہمکو امید ہے کہ جناب مولف ہماری اس نکتہ چینی کو (جو سراسر نصیحت پر مبنی ہے) قبول فرمائینگے اور آیندہ حصون کو ان نقائص صوری سے بری رکھینگے -

(۴۴) اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفعرسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والون کی نظرون مین مخفی نرہیگی - لہذا بحکم "ہَل جزاء الاحسان الا الاحسان" کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہون خواہ حنفی شیعہ ہون خواہ سُنّی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اسکی مصارف طبع کی اعانت واجب ہے - مولف براہین احمدیہ نے مسلمانونکی عزت رکھ دکہائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطین لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت مین شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ و نقلیہ و معجزات [illegible] اپنے الہامات و خوارق [illegible] ہین بچشم خود ملاحظہ کرے - پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانون پر یہ حق نہین ہے کہ فی کس نہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اسکی ادنی قیمت دیکر خریدکر لین اور اسپر یہ شعر پڑہین - شعر

جمادے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ کہ بس ارزان خریدم

اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہین ا

اے خدا اپنے طالبون کے رہنما اُن پر انکی ذات سے انکے ما باپ سے تمام جہان کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما - تو اس کتاب کی محبت لوگون کے دلون مین ڈالدے اور اسکے برکات سے انکو مالامال کردے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کی خاص برکات سے فیضیاب کر آمین والحمد للہ اولاً و آخراً ...

خریداری کتاب شخص پر واجب ہے [illegible] قیمت کتاب فی نسخہ [illegible] بمقدار [illegible]

(۱) جناب مولف مرزا غلام احمد سے بمقام قادیان ضلع گورداسپور -

(۲) میر عباس علی شاہ صوفی سے ... لودہانہ محلہ صوفیان